سوال

(1013)جمعہ کی ادائیگی کا مسنون طریقہ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ بندہ کوایک اہلحدیث مسجد میں نمازجمعہ پڑھنے کا موقع ملا، ساڑھے بارہ بجے پہلی اذان ہوئی پونے ایک بجے امام صاحب نے تقریر شروع کردی۔ ساتھ ہی لوگوں نے سنتیں قبل ازجمعہ والی پڑھ کر تقریر سننا شروع کردی دوبجے اذان ہوئی۔ امام صاحب نے صرف ایک ہی خطبہ پڑھا یعنی درمیان میں بیٹھے نہیں بعد میں ایک آدمی نے اقامت کہی مگر الفاظ دہرائے نہیں بلکہ ''ا اکبر'' کے سوا تمام الفاظ صرف ایک ہی بار ادا کیے، بعد میں جماعت کھڑی ہوگئی کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو ثبوت کے ساتھ جواب دیں۔ کیا خطبہ دو حصوں میں نہیں ہونا چاہیے؟ کیا اقامت کے الفاظ کو لوٹایا نہیں جاتا اگر نہیں توکیا جوایسے کرتے ہیں وہ کس دلیل کی بناء پر کرتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جمعہ کی ادائیگی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ خطیب کے منبر پر جلوہ افروز ہونے کے وقت اذان کہی جاتی ہے، پھر خطیب دو خطبے پڑھتا ہے۔ دونوں کے درمیان بیٹھ کر وقفہ کیا جاتا ہے۔ جس کا اندازہ بعض اہلِ علم نے سورۂ اخلاص کی تلاوت کے بقدر کیا ہے۔ بعد از فراغت خطبۂ ثانیہ اور پھر اقامت کہی جاتی ہے۔ راجح مسلک کے مطابق اس کے تمام کلمات اکہرے ہیں سوائے ''ا اکبر'' اور ''قد قامت الصلوة'' کے۔ وہ دو دو دفعہ ہیں، پھر امام دو رکعت نماز پڑھاتا ہے جن میں مخصوص سورتوں ''الآعلیٰ، الغاشیہ یا الجمعہ، المنافقون'' کا بالترتیب اہتمام ہونا چاہیے۔

یاد رہے اگر منبری اذان سے قبل عثمانی اذان کا اضافہ کرلیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، اس کا مقصود قبل از وقت لوگوں کو اطلاع دینا ہے۔ تاکہ نمازی جمعہ کےلیے بروقت مسجد میں پہنچ سکیں اور جہاں تک پہلی سنتوں کا تعلق ہے تو جمعہ سے قبل مخصوص سنتیں نہیں، البتہ مطلق نوافل حسبِ استطاعت پڑھے جاسکتے ہیں۔

یہ ہے رسول ا ﷺ کے خطبے اور نماز کی کیفیت۔ اس کے علاوہ مزعومہ (غیر مسنون) طریقہ جو بھی ہو وہ مردود ہے۔ اس کا مرتکب بتدع (بدعتی) ہے۔

صحیح حدیث میں ہے:

'مَن اَحدَثَ فِی اَمرِنَا ہٰذَا مَا لَیسَ مِنہُ فَہُوَ رَدٌّ۔' (صحیح البخاری بَابُ إِذَا اصطَلَحُوا عَلَی صُلحِ جَورٍ فَالصُّلحُ مَردُودٌ، رقم: ۲۶۹۷)

''جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے''

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوۃ : صفحہ:815

محدث فتویٰ